AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/article/view/37 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.2, Issue.2 (2024) PRINT - ISSN- 3006-5941

نسخ فی الحدیث میں امام طحاوی کا منہج: تحقیقی مطالعہ

Methodologies of Imam Tahawi on Abrogation in Hadith: Aesearch Study

Muhammad Shouaib
EST Arabic & PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, allama.mshouaib@gmail.com
Dr. Rizwan Younas
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, rizwan.younas@uog.edu.pk
Dr. Jamil Ur Rahman
EST, GOVT, Pakistan High School, Lalamusa & PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, jamil764@gmail.com

ABSTRACT:
Imam Abu Ja'far Tahavi was a traditionist (Muhadith) and Hanafi Jurist as he made a great contribution in both Hadith and Jurisprudence. In this research paper his point of view about Nullification has been presented with examples from his books. It is a fact that (hadiths) of the Holy Prophet (Allah's peace and blessing be upon Him) also have nullification like that in the verses of the Holy Qur'an. So if a scholar does not have proper knowledge about it, he will not be able to solve the issues does not have proper knowledge about it, he will not be able to solve the issues properly. Imam Tahavi used different methods to identify the reasons of nullification in hadiths. He identified and stated that if any Sahabi narrated the hadith and then he gave the verdict (fatwa) against his own narrated hadith, it would reveal that the hadith narrated by him had been nullified by another hadith according to which he gave the verdict.
Keywords: Abrogation, Nullification, Hadith, Imam Ibn Khuzaymah, Imam Tahawi, Methodology.

مختلف الحدیث کو حل کرنے کے لئے جو اصول استعمال ہوتے ہیں ان میں سے ایک اصول نسخ فی الحدیث ہے اور ایک ترجیح ہے جن کے ساتھ اختلاف کو ختم کیا جاتا ہے البتہ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ناسخ و منسوخ اور ترجیح کے بارے معرفت حاصل کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے بلکہ یہ انتہائی اعلیٰ ذہن رکھنے والے اہل علم کا خاصہ ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں حدیث کی خدمت میں صرف کر دیں اصولوں کے حوالے سے یہاں صرف ان کی بنیادی معلومات مثلاً لغوی اور اصطلاحی مفہوم اور شرائط وغیرہ ذکر کی گئی ہے۔

کلیدی الفاظ: نسخ، الحدیث الشریف، امام ابن خزیمہ، امام طحاوی، منہج

نسخ کا لغوی معنی

نسخ کے لغوی معنی زائل کرنا، ختم کرنا اور باطل قرار دینا کے ہیں لیکن زائل کرنا بدل دینے کے ساتھ بھی آتا ہے۔

https://ahqaq.com/index.php/Journal/article/view/37
ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.2, Issue.2 (2024)
PRINT - ISSN- 3006-5941

یعنی کسی چیز سے بدل دینا جیسے علامہ ابن منظور[i] نسخ کا لغوی معنی "ازالہ" بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں "نسخت الشمس الظل"[ii] سورج نے سائے کو زائل کر دیا یعنی سائے کو دھوپ میں بدل دیا۔ قرآن مجید میں اس کی مثال ما ننسخ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا[iii] ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے یا کسی آیت کو بھلاتے نہیں ہیں مگر اس سے بہتر یا اس جیسی آیت لے آتے ہیں اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے نسخت الریح الآثار ہوا نے قدموں کے نشان زائل کر دیئے یعنی ختم کر دیئے گویا یہ ازالہ باطل کرنے اور شے کو اٹھا دینے کے معنی میں ہے اس میں بدل دینے کا مفہوم نہیں ہے یعنی یہ ازالہ بغیر بدل کے ہے۔ قرآن مجید میں اس کی مثال فینسح الله ما يُلْقِي الشَّيْطن ثُمَّ يُحكمُ الله آياته[iv] اللہ تعالی شیطانی رخنے کو جلد مٹا دیتا پھر یہ کہ اللہ تعالی اپنی آیات کو مستحکم بنا دیتا ہے۔ بعض اوقات نسخ نقل اور تحویل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ نقل کا معنی یہ ہے کہ چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنا کہ جہاں سے نقل کی گئی ہے وہاں پر بھی اس کا وجود باقی رہے جیسے عرب کہتے ہیں۔ نسخت الکتاب ای نقلت ما فیه الی آخر میں نے کتاب کو منسوخ کیا یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کیا۔ اس پر قرآن کی یہ آیت واضح دلیل ہے۔ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُون[v] ہم لکھ لیا کرتے تھے جو تم عمل کیا کرتے تھے۔ تحویل کا معنی کسی چیز کا ایک حالت سے دوسری حالت میں اس طرح منتقل ہونا ہے کہ فی نفسہ اس کا وجود باقی رہے۔ جیسے کہا جاتا ہے نسخت النحل ای نقلتھا من خلیۃ الی خلیۃ اخری[vi] میں نے شہد کو ایک خلیہ سے دوسرے خلیہ میں منتقل کیا۔ چھتے سے شہد کو نکالنا اس معنی میں ہے۔

اسی طرح لفظ مناسخات ماخوذ ہے مناسخات فی المواریث (یعنی ایک وارث سے دوسرے وارث کی طرف مال منتقل کرنا) ہے۔[vii] اس میں مال چونکہ ایک سے دوسرے وارث کی طرف منتقل ہوتا ہے لیکن فی نفسہ قائم رہتا ہے۔

نسخ کا حقیقی اور مجازی معنی:

اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ازالہ اور نقل و تحویل میں سے نسخ کا حقیقی معنی کونسا ہے اور مجازی مع معنی کونسا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ نسخ ان دونوں معانی میں مشترک ہو۔ اہل علم کی ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ نسخ کا حقیقی معنی ازالہ ہے جبکہ نقل و تحویل کے معنی میں یہ بطور مجاز استعمال ہوتا ہے۔[viii] امام رازی کی بھی یہی رائے ہے۔ مشہور شافعی اصولی فقیہ قفال شاشی[ix] کے نزدیک نسخ کا حقیقی معنی نقل و تحویل ہے جبکہ ازالہ مجازی معنی ہے۔ قاضی ابو بکر باقلانی اور آپ کے پیروکاروں کے نزدیک نسخ ان دونوں معانی میں مشترک استعمال ہوتا ہے۔ تینوں طرح نقطہ نظر رکھنے والے حضرات نے اپنے اپنے موقف کی تائید میں دلائل پیش کئے ہیں۔[x] امام سرخسی نے ازالہ، نقل اور تحویل تینوں معانی کو مجازی قرار دیا ہے۔[xi]

حاصل بحث

نسخ لغوی اعتبار سے ازالہ اور نقل و تحویل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس کا معنی حقیقی ازالہ ہے یا نقل و تحویل۔ ایک گروہ کے نزدیک ازالہ اس کا حقیقی معنی ہے اور نقل و تحویل مجازی، قفال شاشی کے نزدیک نقل و تحویل حقیقی ہے اور

ازالہ مجازی جبکہ امام ابو بکر باقلانی اسے دونوں معانی میں مشترک مانتے ہیں۔

نسخ کا اصطلاحی معنی

اصول فقہ کے ماہرین نے مختلف الفاظ میں نسخ کی اصطلاحی تعریفات ذکر کی ہیں۔[xii] ہم یہاں ان میں سے چند ایک تعریفات ذکر کریں گے۔ امام فخر الدین رازی نسخ کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

النسخ هو بيان انتهاء امر حكم شرعي بطريق شرعي متراخ عنه[xiii] کسی شرعی حکم کی انتہا کا بعد میں آنے والی، شرعی دلیل کے ذریعے بیان کرنا نسخ کہلاتا ہے۔

علامہ ابن حاجب[xiv] نے یہ تعریف بیان کی ہے النسخ هو رفع الحكم الشرعي بدليل شرعي متاخر[xv]

نسخ سے مراد کسی حکم شرعی کا بعد میں آنے والی کسی شرعی دلیل سے ختم ہو جانا ہے الشیخ محمد الخضری بک[xvi] ان الفاظ میں اس کی تعریف کرتے ہیں هو رفع الشارع حكما شرعيا بدليل شرعي)[xvii] شارع کا کسی حکم شرعی کو کسی شرعی دلیل سے منسوخ قرار دینا نسخ کہلاتا ہے۔ امام آمدی ان الفاظ میں نسخ کی تعریف کرتے ہیں خطاب الشارع المانع من استمرار ما ثبت من حکم خطاب شرعی سابق[xviii] شارع کا ایسا خطاب جو سابقہ شرعی خطاب کے ذریعے ثابت شدہ حکم کے جاری رہنے کا مانع ہو۔

اس تعریف میں خطاب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جبکہ بعض اوقات عمل کے ساتھ بھی نسخ ہوتا ہے اس لئے یہ تعریف جامع نہیں ہے۔

امام زرکشی نے نسخ کی تعریف یہ کی ہے هو رفع الحكم الشرعي بخطاب[xix] اس پر بھی خطاب کے لفظ کے حوالے سے اعتراض کیا جاتا ہے اس تعریف میں تراخی کی شرط بھی نہیں اور تراخی کے بغیر نسخ نہیں ہو سکتا۔ امام شوکانی نے یہ تعریف ذکر کی ہے هو رفع الحكم الشرعي بمثله مع تراخ عنه[xx] شرعی حکم کا اس کے مثل بعد والے حکم سے اٹھ جانا نسخ کہلاتا ہے۔

راجح تعریف

امام فخر الدین رازی کی بیان کردہ تعریف اور امام شوکانی کی تعریف کو باقی تعریفات سے جامع مانع کہا جا سکتا ہے کیونکہ ان میں جامعیت پائی جاتی ہے اور اعتراضات کے جوابات بھی ان سے مل جاتے ہیں اس لئے ان دونوں بزرگوں کی تعریف راجح تعریف ہے۔

امام فخر الدین رازی کی بیان کردہ تعریف اور امام شوکانی کی تعریف کو باقی تعریفات سے جامع مانع کہا جا سکتا ہے کیونکہ ان میں جامعیت پائی جاتی ہے اور اعتراضات کے جوابات بھی ان سے مل جاتے ہیں اس لئے ان دونوں بزرگوں کی تعریف راجح تعریف ہے واللہ اعلم بالصواب نسخ کا جواز[xxi] امام فخر الدین رازی تحریر کرتے ہیں ہمارے نزدیک عقل و نقلا دونوں اعتبار سے نسخ جائز ہے۔ البتہ علماء یہود نے اس کے وجود کا انکار کیا ہے۔ بعض مسلمانوں سے بھی اس کا انکار منقول ہے لیکن ہمارے نزدیک نسخ کے جواز کی دو دلیلیں ہیں ایک یہ کہ تمام امت کا نسخ کے وجود پر اجماع ہے۔ دوسری یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت قطعی دلائل سے ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقینی مطلب یہ ہے کہ سابقہ

AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/article/view/37 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.2, Issue.2 (2024) PRINT - ISSN- 3006-5941

رسل کی شریعت کے کل یا بعض احکام منسوخ ہو چکے ہیں۔) نسخ کے وجود کے منکرین یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک فعل میں دو پہلو ہوتے ہیں ایک اچھا پہلو اور دوسرا قبیح پہلو، اچھی بات سے روکنا یا قبیح کام کا حکم دینا دونوں جہالت یا سفاہت کا ثبوت ہیں۔[xxii] اس لئے نسخ درست نہیں کہ یہ دونوں چیزیں اللہ تعالی کی شان کے لائق نہیں۔ لیکن نسخ میں یہ چیز نہیں ہے کیونکہ ہر کام میں خیر اور شر دونوں پہلو موجود ہوتے ہیں اگر اس میں خیر کا پہلو غالب ہے تو اس کو کرنا بہتر ہوتا ہے اور اگر شر کا پہلو غالب ہے تو پھر اس سے دور رہنا بہتر ہوتا ہے جب اللہ تعالی کسی کام کے کرنے کا حکم ارشاد فرماتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس میں خیر اور بھلائی کا پہلو غالب ہے اور جب اس سے منع کرکے کسی اور کام کا حکم ارشاد فرماتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا حکم جو بعد میں دیا جارہا ہے اس مین پہلے حکم سے زیادہ خیر اور بھلائی موجود ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ نسخ اللہ تعالی کے شایان شان نہیں یہ سراسر غلط ہے۔

امام طحاوی اور نسخ کا معنی امام طحاوی رحمہ اللہ اختلاف اور تعارض کو دور کرنے کے لئے اکثر اوقات نسخ کو استعمال کرتے ہیں درج ذیل سطور میں امام طحاوی کے نزدیک نسخ کا معنی و مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ امام طحاوی کے نزدیک نسخ سے مراد پہلے سے موجود حکم کا بعد والے دوسرے حکم سے اٹھ جانا ہے اور پہلے عمل کا باطل ہونا ہے اس حوالے سے امام صاحب فرماتے ہیں:

فأما إذا نسخ فنهى أن تصلى فريضة مرتين فقد ارتفع ذلك المعنى الذي له صلّى بكل ركعتين وبطل العمل به[xxiii]

لہٰذا جب نسخ ثابت ہو گیا تو فرض کو دوبارا ادا کرنا منع ہو گا کہ اس نسخ نے پہلے حکم پر عمل کرنا باطل کر دیا۔

۲۔ نسخ کے لغوی معانی بیان کرتے ہوئے ایک معنی یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس سے مراد ہے حکم کا تبدیل ہونا اور اسے بدل کی طرف پھیر دینا اور بدل ہی اس کا ناسخ حکم ہوتا ہے امام طحاوی بھی اس معنی میں نسخ کا لفظ استعمال کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں:

لان النسخ إنّما يلحق الشرائع فينسخ منها ما كان حراماً إلى أن يجعله حلالاً، وما كان منها حلالاً إلى أن يجعله حراما[xxiv]

بے شک نسخ شرعی احکامات میں نافذ ہوتا ہے اور حتی کہ حرام کو منسوخ کرکے حلال میں بدل دیتا ہے اور حلال کو منسوخ کرکے حرام میں تبدیل کر دیتا ہے۔

اس عبارت سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ امام طحاوی شیخ کا معنی تبدیل کرنا مراد لے رہے ہیں۔ امام طحاوی نے ایک جگہ نسخ کا معنی یہ مراد لیا ہے کہ یہ عمل کا کسی حکم کی وجہ سے ترک کرنا اور اسے شرعی احکامات سے نکالنا ہے جیسا کہ لکھتے ہیں:

قال أهل العلم بالتأويل : إنّ للنسخ وجهان أحدهما: نسخ العمل بها في الآي المنسوخة وإن كانت الآي المنسوخة قرآناً كما هي، والآخر: إخراجها من القرآن وهي محفوظة في القلوب، أو خارجة من القلوب غير

محفوظة [xxv]

تاویل کے ماہرین کا کہنا ہے کہ نسخ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ منسوخ آیت میں عمل کا نسخ اگرچہ منسوخ آیت قرآن کا حصہ ہو (یعنی تلاوت منسوخ نہ ہو صرف حکم منسوخ ہو) اور دوسرا یہ کہ اس کا قرآن سے بھی نکال دینا کہ دلوں میں محفوظ ہو یا دلوں سے بھی نکال کر غیر محفوظ کر دینا (یعنی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں)۔ نسخ کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے امام طحاوی یہ بیان کرتے ہیں کہ ناسخ اور منسوخ دونوں حکم شرعی ہیں اور بعد والا حکم ناسخ ہوتا ہے پہلا منسوخ۔ فرماتے ہیں:

فكان ذلك ناسخاً له، لأنّ ما تأخر من حكم رسول الله القلم ينسخ ماتقدّم منه[xxvi]

مذکورہ عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے نسخ کے جو معنی بیان کئے اور جو توجیہات ذکر کی ہیں وہ علماء اصولیین کے بیان کردہ معانی اور تشریحات کے مطابق ہیں۔

نسخ کی شرائط

علماء اصولیین نے نسخ کے واقع ہونے کے حوالے سے کچھ شرائط بیان کی ہیں ان شرائط کو درج ذیل سطور میں بیان کیا جاتا ہے اور اس کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ کا ان شرائط کے حوالے سے نقطہ نظر بیان ہوگا۔

۱۔ ناسخ کا دلیل شرعی ہونا

نسخ کی شرائط میں سے ایک اہم شرط یہ بیان کی جاتی ہے کہ ناسخ دلیل شرعی یا خطاب شرعی ہو تو نسخ ہوگا اگر ناسخ ذلیل شرعی یا خطاب شرعی نہیں ہے تو نسخ شمار نہیں ہوگا۔[xxvii] مثلا اگر کوئی دلیل عقلی ہے تو اس سے دلیل شرعی کا نسخ نہیں ہو سکتا، جیسے ایک شخص مجنون یا پاگل ہو جائے تو اس پر شرعی احکامات ساقط ہو جاتے ہیں یا موت واقع ہونے کی صورت میں احکام شرعی پر عمل کرنا ختم ہو جاتا ہے تو اسے ہم نسخ شمار نہیں کر سکتے کیونکہ یہ دلیل شرعی یا خطاب شرعی میں سے نہیں ہے

۲۔ ناسخ کا منسوخ کے بعد ہونا

دوسری شرط یہ ہے کہ ناسخ، منسوخ کے بعد کا حکم ہو تو نسخ ہوگا۔[xxviii] اگر ناسخ پہلے کا حکم ہو اور منسوخ بعد کا تو نسخ متحقق نہیں ہوگا کیونکہ ناسخ پہلے سے موجود حکم کو ختم کرتا ہے اور بعد میں آتا ہے ناسخ پہلے نہیں ہو سکتا۔

ناسخ کا منسوخ کے مساوی یا قوی ہونا

تیسری شرط یہ ہے کہ ناسخ اپنے ثبوت اور قوت واستیناد کے اعتبار سے منسوخ حکم کے برابر یا قوی ہو تو نسخ ہوگا ورنہ نہیں[xxix] کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد پاک ہے۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا [xxx]

"(جب بھی) ہم کسی آیت کو منسوخ قرار دیتے یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے برابر دوسری آیت نازل کر دیتے ہیں"۔

اس سے پتا چلا کہ ناسخ حکم، منسوخ حکم سے بہتر ہوتا ہے یا کم از کم اس کے برابر ضرور ہوتا ہے۔

۴۔ منسوخ حکم شرعی ہو

نسخ کی شرائط میں سے ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ منسوخ ہونے والا حکم، حکم شرعی ہو[xxxi] عقلی احکام میں نسخ نہیں ہو گا جیسا کہ براۃ اصلیہ کا شرعی عبادات سے اٹھایا جانا نسخ میں شمار نہیں ہو گا کیونکہ براۃ اصلیہ عقلی احکامات میں سے ہے شرعی احکامات میں سے نہیں ہے لہذا ان میں نسخ شمار نہیں کیا جائے گا۔

۵۔ احکام شرعیہ عملیہ کا ہونا

ایسے احکامات جو شرعی اور عملی ہوں ان میں نسخ ہو گا عقائد کے احکامات میں نسخ شمار نہیں ہوتا۔[xxxii] اس سے مراد یہ ہے کہ شرعی احکامات یعنی نماز، روزہ، حج، اور دیگر معاملات سے متعلقہ امور میں نسخ واقع ہوتا ہے عقائد میں نہیں۔ ۶۔ منسوخ حکم موبد اور موقت نہ ہو منسوخ ہونے والا حکم موبد نہ ہو اور نہ وہ موقت ہو ورنہ نسخ شمار نہیں ہو گا[xxxiii] یعنی منسوخ ہونے والا حکم ابدی نہ ہو اور نہ ہی اس کے ساتھ وقت کی قید ہو اگر ایسا ہے تو پھر وہ ناسخ منسوخ میں شمار نہ ہو گا۔

جمع کے امکان کا نہ ہونا

ایک اہم شرط یہ ہے کہ دو متعارض نصوص میں جمع کا امکان اگر نہ ہو تو ان میں نسخ ہو گا۔[xxxiv] امام نووی اس حوالے اما سے لکھتے ہیں

وأما من ا من زعم نسخاً أو غيره فقد غلط غلطاً فاحشاً وكيف يصار إلى النسخ مع إمكان الجمع[xxxv]

جس نے نسخ یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کا گمان کیا تو اس نے بڑی واضح غلطی کی امکان جمع کے ہوتے ہوئے نسخ کیسے کیا جا سکتا ہے لیکن اس حوالے سے ماہرین کا اختلاف ہے کہ نسخ کو مقدم رکھا جائے یا جمع و توفیق کو۔ اس پر تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے۔

شرائط نسخ اور امام طحاوی

امام طحاوی جب دو متعارض روایات یا نصوص میں جمع کا امکان دیکھتے ہیں تو انہیں جمع کر دیتے ہیں اگر جمع کا امکان نہ ہو تو ان میں نسخ کا اعتبار کرتے ہیں جیسا کہ رفع حاجت کے دوران استقبال قبلہ سے منع کرنے والی روایت اور عمل رسول ﷺ سے رفع حاجت کے دوران استقبال قبلہ ثابت کرنے والی روایت کے مابین اس طرح جمع و توفیق کرتے ہیں کہ منع کرنے والی روایت صحراء اور کھلے میدان میں قضائے حاجت پر محمول ہو گی اور عمل رسول ﷺ کو بیت الخلاء میں یعنی چار دیواری کے اندر قضائے حاجت پر محمول کیا جائے گا۔[xxxvi]

ناسخ اور منسوخ دونوں کے حکم شرعی ہونے کی شرط کے حوالے سے امام طحاوی اس سے متفق نظر آتے ہیں کہ ناسخ اور منسوخ دونوں کا

حکم شرعی ہونا ضروری ہے تب ان میں نسخ ہو گا فرماتے ہیں .. فكان ذلك ناسخاً له لأن ما تأخر حكم رسول الله على عمل القلم من ينسخ منه[xxxvii] تو یہ اس کا ناسخ ہو گا کیونکہ رسول پاک ﷺ کا بعد والا حکم پہلے ما تقدّم والے حکم کا ناسخ شمار ہوتا ہے۔ اس عبارت میں حکم کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نسخ کے لئے حکم شرعی کے ہونے کو لازمی قرار دیتے ہیں کیونکہ حکم کو رسول اللہ ﷺ ہی کی طرف منسوب کرنا اسے حکم شرعی قرار دینا ہے۔

اسی طرح منسوخ کے حکم شرعی و عملی ہونے اور عقائد اور اخبار سے متعلق نہ ہونے کی شرائط کے حوالے سے امام طحاوی اتفاق کرتے ہیں البتہ ناسخ اور منسوخ دونوں کے مساوی ہونے کی شرط سے اتفاق کرتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے۔ انکی یہ عبارت اس بات کی نشاندہی کر رہی ہے " ففي هذه الآثار المتواترة النهي عن لبس الحرير فاحتمل أن يكون نسخت من ما فيه الإباحة للبسه، واحتمل أن يكون ما فيه إباحة هو الناسخ فنظرنا في ذلك لنعلم الناسخ من ذلك المنسوخ[xxxviii]" تو یہ متواتر آثار کہ جن میں ریشم کے پہنے کی ممانعت ہے اس بات کا احتمال بھی رکھتے ہیں کہ یہ ان آثار کو منسوخ کرنے والے ہوں جن میں اس کی اباحت ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ جن آثار میں پہنے کی اجازت ہے وہ ناسخ ہوں تو ہم نے ان میں ناسخ اور منسوخ معلوم کرنے کے لئے غور کیا۔

اس عبارت میں اس بات کی طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ امام طحاوی متواتر اور غیر متواتر دونوں میں سے ایک دوسرے کے ناسخ اور منسوخ ہونے کا احتمال ذکر کر رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاید ناسخ اور منسوخ کے برابر یا ناسخ کے منسوخ سے قوی ہونے کی شرط سے اتفاق نہیں کرتے۔

نسخ کی صورتیں

نسخ کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں جن میں قرآن کا قرآن سے منسوخ ہونا، قرآن کا سنت سے منسوخ ہونا، حدیث کا قرآن سے منسوخ ہونا اور سنت کا سنت سے منسوخ ہونا شامل ہے اب ان سب صورتوں کی وضاحت درج ذیل سطور میں بیان کی جاتی ہے اور اہل علم نے جو اس حوالے سے اختلافات کئے ہیں ان کو بھی اختصار سے بیان کیا جائے گا تاکہ صورت مسئلہ واضح ہو سکے۔

نسخ القرآن بالقرآن

نسخ القرآن بالقرآن کا بیان قرآن مجید کی متعدد آیات میں بھی موجود ہے۔ مثلا اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے

وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ[xxxix]

جب ہم نے ایک آیت کو دوسری آیت سے بدل دیا اور اللہ تعالی جو کچھ نازل فرماتا ہے (اسے) اچھی طرح جانتا ہے۔

يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ[xl]

اللہ تعالی جو چاہتا ہے اسے ختم کر دیتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے۔

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا[xli]

(جب بھی) ہم کسی آیت کو منسوخ قرار دیتے یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے برابر دوسری آیت نازل کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بیوہ کے لیے عدت پہلے ایک برس مقرر کی تھی۔

مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ[xlii]

پھر چار ماہ دس دن[xliii] کا حکم نازل ہوا۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

ان آیات طیبات میں اللہ تعالی نے نسخ فی الآیات کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ نسخ کا ہونا جائز ہے اور نسخ کی ایک صورت آیات قرآنی کا آیات قرآنی سے نسخ ہے جس پر اہل علم نے اپنی تصانیف میں مفصل ابحاث کی ہیں امام طحاوی رحمہ اللہ بھی اس نسخ کی صورت سے اتفاق کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں

نسخ العمل بما في الآية المنسوخة وإن كانت الآية المنسوخة قرآناً كما هي[xliv]

اس عمل کا منسوخ ہونا جو آیت منسوخہ میں ہے اگرچہ منسوخ ہونے والی آیت بھی (ناسخ کی طرح) قرآن کا حصہ ہو۔

اس سے پتہ چلا کہ امام طحاوی اس قسم کے نسخ سے متفق ہیں جس میں حکم منسوخ ہو اور آیت کی تلاوت منسوخ نہ ہو اور اس سے بھی کہ اگر آیت اور حکم دونوں منسوخ ہوں۔

۲-نسخ القرآن بالسنۃ

اس کی دو قسمیں ہیں:

(i) نسخ القرآن بالسنۃ المتواترہ

اس بارے میں علماء کے چار مذاہب ہیں۔

1۔ سنت متواترہ کے ذریعے قرآن کا نسخ عقلاً جائز ہے۔ البتہ شرعاً ممنوع ہے۔ امام شافعی، ایک روایت کے مطابق امام احمد اور بہت سے علماء کی یہی رائے ہے۔

2۔ سنت متواترہ کے ذریعے قرآن کا نسخ عقلا و شرعا دونوں طرح سے جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ[xlv]، آپ کے اصحاب، امام مالک[xlvi] اور آپ کے اصحاب اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل، اکثر شافعی فقہاء، اشاعرہ و معتزلہ میں سے اکثر متکلمین کی یہی رائے ہے۔ عقلی طور پر اس وجہ سے کہ قرآن اور حدیث دونوں ایک دوسرے کو منسوخ کر سکتے ہیں اور شرعا اس وجہ سے کہ یہ شرعی طور پر واقع ہو چکا ہے جس پر نصوص

گواہ ہیں مثلاً وصیت والی آیت[xlvii] فرمان نبوی ﷺ لا وصية لوارث سے منسوخ ہے۔[xlviii]

اسی طرح فرمان

الی فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا [xlix]

اللہ تعالی کے نبی ﷺ کے فرمان خذوا عنی قد جعل اللہ ل ھن سبیلا۔۔۔سے منسوخ ہے[l] اس کے علاوہ اللہ تعالی نے نبی پاک یہ تم کو کتاب کی وضاحت اور تبیین کے لئے مبعوث فرمایا ہے فرمان الہی ہے لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إليهم[li] اس آیت مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے رسول پاک ﷺ نام کا یہ فرض منصبی بیان کیا ہے کہ آپ یم قرآن مجید جو وحی متلو ہے اس کے احکامات پر وحی غیر متلو (یعنی حدیث) کے ذریعے حکم لگا سکتے ہیں اور کسی حکم کی مدت[lii]

کا بیان اور اس کی حد بیان کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جمہور اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى کہ قرآن اور سنت میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ قرآن وحی متلو ہے اور سنت وحی غیر متلو ہے۔ لہذا ان دونوں کا ایک دوسرے کو منسوخ کرنا جائز ہے۔ بلکہ واقع بھی ہو چکا ہے۔ جیسے نماز میں بیت المقدس کی طرف منہ کرنا سنت سے ثابت تھا تو اللہ کے قول "فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَام "[liii] سے منسوخ ہو گیا اور پہلے بھی بیان ہوا کہ اللہ کے قول "كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ"[liv]،، سے وصیت کا وجوب ارشاد نبوی ﷺ لا وصية لوارث[lv] سے منسوخ ہو گیا۔

نسائی، "السنن"، کتاب الوصایا، باب ابطال الوصیۃ للوارث؛ ابن ماجہ، "السنن"، ابواب الوصایا، باب من مات ولم یوص ھل یتصدق عنہ

3۔ اس کے مقابلے میں ایک موقف یہ ہے کہ سنت متواترہ کے ذریعے قرآن کا نسخ عقلاً و شرعاً دونوں طرح سے ناجائز ہے۔ اس بات کے حامی کہتے ہیں کہ لتبین لِلنَّاسِ مَا لزَلَ إليهم[lvi] میں حکم کی وضاحت کرنا مراد ہے نسخ نہیں کیونکہ فرمان الہی ہے۔

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي [lvii]

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے اس بات کا اعلان کرنے حکم دیا ہے کہ میں اپنی خواہش نفس سے کوئی چیز نہیں بدل سکتا۔ دوسرا یہ کہ نسخ والی آیت ما ننسخ من آنہ میں اللہ تعالی نے نسخ کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے اس لئے نسخ القرآن بالسنہ جائز نہیں ہے۔

4۔ سنت متواترہ کے ذریعے قرآن کا نسخ عقلاً و شرعاً دونوں طرح سے جائز ہے۔ البتہ یہ وقوع پذیر نہیں ہوا۔

(ii) نسخ القرآن. بخبر الاحاد

قرآن مجید کے اخبار احاد سے منسوخ ہونے کے دو پہلو ہیں۔ اس مسلے کا عقلی پہلو اور اس کا شرعی پہلو دونوں کے حوالے سے اہل علم نے اپنا اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔

ا۔ عقلی حکم

خبر واحد کے ذریعے قرآن کا حکم منسوخ کر دینا عقلاً جائز ہے اور بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ اس بارے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا جیسا کہ آمدی نے الاحکام[lviii] اور امام رازی نے "المحصول[lix] میں اس کی تصریح کی ہے۔

۲۔ شرعی حکم

اس بارے میں علماء کے تین مذاہب ہیں۔

1. یہ شرعاً ناجائز ہے ابن قدامہ[lx] اور جمہور علماء کی یہی رائے ہے۔
2. یہ شرعاً جائز ہے۔ داؤد ظاہری اور ابن حزم کی یہی رائے ہے۔[lxi]
3. آپ ﷺ کے عہد مبارک میں یہ جائز تھا۔ آپ کے بعد ناجائز قرار پایا۔ امام غزالی اور ابو الولید الباجی[lxii] اس بات کے قائل ہیں[lxiii] اپنی اپنی کتب میں انہوں نے اس کی وضاحت دلائل کے ساتھ پیش کی ہے جس کا مطالعہ وہاں کیا جا سکتا ہے۔

نسخ السنة بالسنة

سنت رسول ﷺ کے ذریعے سنت رسول کے نسخ کی مثال متعہ کے جواز کی حرمت ہو سکتی ہے کہ پہلے اسے خاص موقع کی مناسبت سے جائز قرار دیا گیا پھر اس کو منع کر دیا گیا سلمة بن الأكوع رضي الله عنه[lxiv] سے مروی ہے وہ کہتے ہیں

" أذن رسول الله صلى الله على وسلم في متعة النساء ثم نهى عنها"[lxv]

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر

جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونے کے حوالے سے امام طحاوی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جن روایات میں نبی مکرم ﷺ سے جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونے کا عمل منقول ہے تو یہ جنازہ پڑھنے کے لئے ہے اور جن روایات میں جنازے کے ساتھ چلنے کے حوالے سے کھڑا ہونا ذکر کیا گیا ہے وہ منسوخ ہیں۔

خلاصہ بحث

اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں امام شافعی اور طحاوی رحمہا اللہ اس حد تک تو متفق ہیں کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن اس بارے میں اختلاف رکھتے ہیں کہ اختلافی روایات کے تضاد کو کیسے دور کیا جائے گا امام شافعی ترجیح کے اصول کے ذریعے ان کے اختلاف کو دور کرتے ہیں اور امام طحاوی نسخ کو استعمال کرتے ہوئے۔

اس بحث سے بآسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ متواتر احادیث کو غیر متواتر احادیث پر ترجیح دیتے ہیں اور ایک اور وجہ ترجیح بھی بیان کرتے ہیں کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی اسانید اس کی مخالف روایات کی سندوں سے زیادہ صحیح اور مستند ہیں اور اہل علم ان

رواۃ کے مستند اور ثقہ ہونے پر متفق ہیں لہٰذا حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا صحیح الاسناد ہونے کے اعتبار سے بھی قابل ترجیح ہے جبکہ اس کی مخالف روایات نہ صحیح اسانید پر مشتمل ہیں اور نہ ہی ان میں تواتر پایا جاتا ہے لہٰذا وہ مرجوح قرار پائیں گی۔ آخر میں قیاس کے ذریعے اس کی مزید تائید حاصل کرتے ہیں۔

امام طحاوی رحمہ اللہ یہاں درج ذیل اعتبارات سے مخالف روایات پر نقد پیش کرتے ہوئے اپنے موقف کی روایات کو ترجیح دیتے ہیں۔

i. نص کے معنی کے اعتبار سے نقد کرتے ہیں کہ اس کا محل ہی مختلف ہے۔

ii. اس حوالے سے نقد کرتے ہیں کہ مذکورہ نص اپنے مورد پر بند ہونے کی وجہ سے قابل ترجیح نہیں ہے۔

لہٰذا یہاں امام طحاوی رحمہ اللہ عام نص کو خاص نص پر ترجیح دیتے ہوئے اختلاف کو دور کر رہے ہیں۔

نتائج بحث:

اس مقالہ کے اندر امام طحاوی کے ناسخ ومنسوخ کے میدان میں اخذ واستدلال حدیث کے مناہج کا جائزہ لیا گیا ہے۔ جس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ یہ شخصیت ہی محدث اور فقیہ ہیں۔ حدیث کی ناسخ ومنسوخ اور صحت وضعف میں خصوصی مہارت کے حامل تھے۔ علل حدیث اور رواۃ حدیث کے ادراک میں بہت بلند پایہ تھے۔ عقیدۂ سلف پر مضبوطی سے کاربند اور دوسروں کو بھی اسی کی تلقین کرتے تھے۔ دین متین کی خدمت، خدمت حدیث کی صورت میں بھی کی اور فقہ کی صورت میں بھی کی۔ اپنے بعد کثیر تعداد شاگردوں کو چھوڑ کر گئے جو اسی مشن کے ساتھ وابستہ بھی رہے اور اس مشن کو آگے لے کر بڑھے، اس طرح حدیث پاک کی ترویج واشاعت میں زندگیاں صرف کر دیں۔ انہوں نے صحیح اور غیر صحیح احادیث ہر دو کے بارے میں مکمل تحقیق بھی کی، تنقید کے اصول بھی بتائے اور پھر ان کی وضاحت بھی کرنے کا منہج اپنایا۔

مصادر ومراجع

i۔ ان کا مکمل نام محمد بن مکرم بن علی ابو الفضل جمال الدین ابن منظور افریقی ہے آپ بہت بڑے مورخ ادیب اور ماہر فقہ ولغت تھے ان کی کتب میں لسان العرب معروف ہے ۶۳۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۷۱۱ھ کو وفات پائی۔(https://ar.m.wikipedia.org/wiki/ابن منظور accessed on ۲۰۱۷-۰۵-۰۷)

ii۔ ابن منظور افریقی، "لسان العرب دار صادر۔بیروت الطبعۃ: الثالثۃ۔ ۱۴۱۴ھ" ۳/۲۱

iii۔ البقرۃ ۲۰

iv۔ الحج، ۲۲:۵۲

v۔ الجاثیۃ، ۲۹:۴۵

AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/article/view/37 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.2, Issue.2 (2024) PRINT - ISSN- 3006-5941

vi۔الزبيدي،"تاج العروس" دارالهداية1920، ۲/۲۸۲۔

vii۔ابن منظور افریقی،لسان العرب"۲۰/۲۲۰۷

viii۔الشوکانی، محمد سید علی "ارشاد الفحول"،مطبعة السعادة، مصر، الطبعة الاولی، ۱۳۲۷ھ ص ۱۷۱

ix۔ان کا پورا نام امام ابو بکر محمد بن علی بن اسمعیل الشاشی ہے "القفال الکبیر" کے نام سے مشہور ہوئے۔ قفال شاشی ۲۹۱ھ بمطابق ۹۰۴ء میں الشاش میں پیدا ہوئے۔ماہذی الج ۳۶۵ھ بمطابق ۹۷۶، کو الشاش میں انتقال کر گئے۔

x۔القرافی، احمد بن ادریس، "الفائس الاصول في شرح المحصول"، نزار مصطفى الباز، مصر، ت ن، ۶/۲۴۹

xi۔سرخسی اصول سرخسی "دار الفکر، بیروت، ص ۳۳۱

xii نسخ کی تعریفات پر مفصل ابحاث مع اعتراضات وجوابات المستصفى للغزالی، ۱/۱۰۷، الوصول الی الاصول لابن برهان ۲/۷، روضہ الناظر للشوكاني / ۱۹۰، الاحکام للآمدی ۳/۱۰۱، شرح الکوکب المنير، ۳/۱۲۵، فواتح الرحموت ۲/۵۳، ارشاد الفحول، ص ۱۷۱، البحر المحيط ۵/۱۹۷ پر ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

xiiiرازي "المحصول في علم الاصول" **مؤسسة الرسالة الطبعة: الثالثة، ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷م**، ص ۴۲۳

xiv قاضی ابن حاجب کا نام عثمان بن ابی بکر جمال الدین ابن حاجب ہے یہ مالکی فقیہ تھے آپ ۵۷۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۶۴۶ کو قاہرہ میں وفات پائی ان کی تالیفات میں الکافیہ اور المختصر معروف ہیں)وفیات الاعیان ۱/۳۱۴، الاعلام، ۴/۳۷۴)

xvابن حاجب، شرح مختصر ابن حاجب" **مكتبة الغرباء الأثرية-المدينة النبوية. المحقق: مكتب تحقيق دار الحرمين-القاهرة الطبعة: الأولى، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶م**، ص ۳۲۴

xviان کا پورا نام محمد بن عفیفی باجوری ہے اور الشیخ محمد الحضری بک کے نام سے معروف ہیں۔ معروف مصری مورخ، فقیہ اور اصولی تھے۔ اصول الفقہ، محاضرات فی تاریخ الامم الاسلامیہ اور تاریخ التشریع الاسلامی، ان کی معروف کتب ہیں۔ ۱۸۷۲ء کو پیدا ہوئے اور ۱۹۲۷ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔(2017-05-10 https://ar.wikipedia.org/wiki/محمد_الخضری_بک)

xviiبک الشيخ محمد الحضري، "اصول الفقه"، دار احیاء التراث العربي، بيروت، ۱۹۶۹ء ص ۲۵۰

xviiiالآمدی "الاحکام في اصول الاحکام" **مكتبة الغرباء الأثرية-المدينة النبوية. القاهرة الطبعة: الأولى، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶م** ۳۰/۱۰۱

xixزرکشی، "البحر المحيط" **دار الفكر-بيروت الطبعة: ۱۴۲۰ھ**، ۵/۱۹۷

xxشوکانی، "ارشاد الفحول" **دار الكتاب العربي الطبعة: الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۹م**، ص ۱۷۱

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

xxi۔ رازی "المحصول فی علم الاصول"، ص ۴۲۳

xxii۔ القرافی، احمد بن ادریس، "نفائس الاصول"، نزار مصطفی الباز، مصر، ت ن، ۲/ ۲۴۹

xxiii۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار" **عالم الکتب الطبعۃ: الأولی- ۱۴۱۴ھ- ۱۹۹۴م**، باب صلاۃ الخوف کیف ھی، ۱/ ۳۱۶

xxiv طحاوی، "مشکل الآثار"، **مؤسسۃ الرسالۃ الطبعۃ: الأولی- ۱۴۱۵ھ- ۱۴۹۴م** باب بیان مشکل ماروی عن علی رضی اللہ عنہ، ۴/ ۳۶۵

xxv طحاوی، "مشکل الآثار"، باب بیان المشکل قول اللہ عزوجل مانسخ من آیۃ، ۵/ ۲۷۰

xxvi۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، باب حد الزاني المحسن ماھو، المکتبۃ الحقانیۃ، ملتان، ت ن، ۲/ ۷۸

xxvii۔ آمدی، علی بن ابو علی بن محمد بن سالم "الاحکام فی اصول الاحکام" المکتب الاسلامی، بیروت، ت ن، ۳/ ۱۰۶

xxviii۔ آمدی، "الاحکام"، ۱۰۶/ ۳

xxix۔ الشوکانی "ارشاد الفحول"، ص ۱۷۲

xxx۔ البقرہ ۲: ۱۰۶

xxxi۔ آمدی، "الاحکام"، ۱۰۶/ ۳

xxxii۔ الشوکاني، "ارشاد الفحول"، ص ۱۷۲

xxxiii۔ آمدی، "الاحکام"، ۳/ ۱۰۶

xxxiv۔ برزنجی، "التعارض والترجیح" مؤسسۃ الرسالۃ الطبعۃ: الأولی- ۱۴۱۵ھ- ۱۴۹۴م، ۱/ ۳۱۲

xxxv۔ نووی، "شرح مسلم" دار ابن کثیر للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق- بیروت الطبعۃ: الأولی، ۱۴۲۸ھ- ۲۰۰۷م، ۷/ ۱۹۵

xxxvi۔ طحاوی، شرح معانی الآثار "کتاب الکرایۃ، باب استقبال القبلۃ بالفروج للغائط والبول

xxxvii۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، باب حد الزاني المحسن ماھو

xxxviii۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الکراھتہ، باب لبس الحریر، ۲/ ۳۱۵

xxxix۔ النحل، ۱۶: ۱۰۱

xl۔ الرعد، ۱۳: ۳۹

xli۔ البقرہ، ۲: ۱۰۶

xlii۔البقرہ،۲:۲۴۰

xliii۔البقرہ،۲:۲۳۴

xliv۔طحاوی،"مشکل الآثار"،باب بیان مشکل قول اللہ عزوجل ما ننسخ من آیت ۵/۷۰

xlvان کا نام نعمان بن ثابت التیمیي الکوني ہے آئمہ اربعہ میں سے معروف امام فقیہ اور مجتہد ہیں امام شافعی کا ان کے بارے قول ہے "الناس عیال في الفقه علی أبي حنیفة "آپ بہت بڑے امام اور ۸۰ ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ کو وفات پائی۔(طبقات الفقھاء، ص، ۸۶)(السیر ۳۹۰/۶۰)شذرات الذھب ۲/۲۲۹)

xlviان کا نام ابو عبد اللہ مالک بن انس بن ابي عامر المدني الامام الحافظ شیخ الاسلام وفقیہ الاۃ،امام دار الھجرۃ ہے ۹۳ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ کو وفات پائی ان کی تصانیف میں "الموطأ" معروف ہے (الجرح والتعدیل،(۸/ ۲۰۴) طبقات الفقھاء)ص،۶۷) السیر، ۴۸/۸)شذرات الذھب ۲/۳۵۰)

xlviiکُتِبَ عَلَيۡكُمۡ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلۡمَوۡتُ إِن تَرَكَ خَيۡرًا ٱلۡوَصِيَّةُ لِلۡوَٰلِدَيۡنِ وَٱلۡأَقۡرَبِينَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ(البقرہ،۲:۱۸۰)

xlviiiترمذی،الجامع "،ابواب الوصایا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،باب ماجاء لا وصیۃ لوارث ؛نسائی،السنن "کتاب الوصایا،باب ابطال الوصیۃ للوارث؛ابن ماجہ،"السنن"،ابواب الوصایا،باب من مات ولم یوص ھل یتصدق عنہ

xlixالنساء،۴:۱۵

lمسلم،الجامع الصحیح،کتاب الحدود،باب حد الزنا

liالنحل،۱۶:۴۴

liiالنجم،۵۳:۳

liiiالبقرہ،۲:۱۴۴

livالبقرہ،۲:۱۸۰

lvترمذی،الجامع"،ابواب الوصایا،باب ماجاء لا وصیۃ لوارث

lviالنحل،۱۶:۴۴

lviiیونس ۱۰:۱۵

lviiiآمدی،"الاحکام"،۳/۱۴۰

lixرازی، محمد بن عمر، "المحصول في علم الاصول"، تحقیق ڈاکٹر جابر فیاض العلوی، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۸ھ، ۳/۲۸۲

lxان کا پورا نام عبد اللہ بن أحمد بن محمد بن قدامۃ موفق الدین الدمشقي الحنبلي المقدسي ہے ان کی تالیفات ۷۰ سے بھی زیادہ ہیں ان میں سے معروف المغني في الفقہ اور روضۃ الناظر في أصول الفقہ ہیں ۵۴۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۲۰ھ کو وفات پائی (البدایۃ النھایۃ(۱۴/۲۱۰) شذرات الذھب، (۷/۱۵۵) الأعلام ۶۷/۴)

lxiان کا نام محمد بن محمد بن محمد الغزالي الطوسي ہے، ان کا سن پیدائش ۴۵۰ھ اور سن وصال ۵۰۵ھ ہے ان کا شمار ماہر اصولیین اور صوفیاء میں ہوتا ہے ان کی تصانیف میں "إحیاء علوم الدین"، "المستصفی" اور "المنخول"، معروف ہیں (وفیات الاعیان، ۲۱۶/۴) شذرات الذھب (۶/۱۸) الأعلام (۷/۲۲)

lxiiالباجی، سلمان بن خلف احکام الفصول في احکام الاصول، تحقیق عبد المجید ترکی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، طبعہ اولی، ۱۴۰۷ھ، ۲/۴۳۹

الباجی کا نام ابو الولید سلیمان بن خلف القرطبی المالکی ہے ان کا سن پیدائش ۴۰۳ھ اور سن وصال ۴۷۴ھ ہے۔ ان کا شمار علماء اندلس کے ماہرین فقہ، حدیث اور اصول میں ہوتا ہے۔ ان کی کتب میں کتاب المنتقی واحکام الفصول في احکام الاصول معروف ہیں. (شذرات الذھب، ۳/۳۱۵، شجرۃ النور الزکیۃ لمحمد مخلوف ص ۱۲۰، الاعلام ۳/۱۲۵

lxiiiعبد الکریم، ڈاکٹر، "شرح روضۃ الناظر"، دار العاصمہ للنشر والتوزیع، ریاض، طبعہ اول ۱۴۱۷ھ، ۷۹۶، ۷۹۵/۲

lxiv۔ ان کا پورا نام سلمۃ بن عمرو بن الأکوع ہے ان کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جو صلح حدیبیہ میں موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کا بھی ان کو شرف حاصل ہوا ان کا سن وصال ۷۴ھ ہے السیر ۳۲۶/۳ الإصابۃ ۶۵/۲ الاستیعاب ۲/۸۵)

lxvمسلم "الجامع الصحیح" کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ